P Gnd

شری الکھ ایشوری صاحبہ کی جے

شری الکھ ایشوری صاحبہ

(روپہ بھوانی)

سنکچھپت جیون چرتر

لیکھک: امرو انند کول - پریمی کاشمیری - صوف - ڈاک خانہ کوکرناگ - کشمیر

پرکاشک: شری الکھ ایشوری صاحبہ ٹرسٹ، ددامر - نواکدل، سرینگر کشمیر

ا

پرتھم بار چھاپ سپتمی جنوری ۱۹۵۹ء۔
ایک ہزار

(مولیہ: شردھا اور شدھ بھاؤنا)

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اوم الکھ

آرتھی شری الکھ ایشوری صاحبہ

اوم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۱) شکھتی سورُوپا مُکھتی پرداتا امبا جگت کے تم ہو ماتا
بھگتی بھاؤ سے تجھکو دھیاوے دھنیہ ہے مال وہ پرانی
اوم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۲) گیان کی تم ہو اکھیّہ بھنڈار تیری شرن جو نیا اُسے پار
نج آنند میں اِت اُت چمکے جس نے گت پہچانی
اوم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۳) "الکھ" تمہارے نام الکھیہ ہیں "صاحب" تیرے کام الکھیہ ہیں
تیرے مُکھ سے امرت ورشا تیری انمول وانی
اوم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۴) ڈھوبے اِس اندھکار میں ماتا کل جگ کے دیوہار میں ماتا
تیرا ہی پرکاش، پردرشن پنتھ کا کرلے "رانی"
اوم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۵) دھرم۔ارتھ۔کام۔موکھش دھارا کل مل ہرنی رُوپ ہے نیارا
جل میں ہے وہ کمل سمان جس نے بات یہ جانی
اوم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۶) گشٹ نوارد ماتا سارے نیل گگن میں چمکیں تارے
سستم نیشا میں جیشٹھ پونی کو چمکی چندا "رانی"
اوم جے جے جے رُوپا بھوانی

(۷) پریمی بھگت ہیں تیرے دوارے شرنی تمہاری کر جوڑ سارے
منو کامنا پوری کرلو۔ دُنیا آنی جانی
اوم جے جے جے رُوپا بھوانی

رچیتا: سروانند کول۔ پریمی کاشمیری

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کچھ اپنی اور سے

میں اپنے آپ کو کتنا سوبھاگیہ شالی سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک انمول اور سُورن اوسر شری الکھ ایشوری صاحبہ کی کچھ سیوا کرنے کا ملا ہے۔ اس میں میں، شری الکھ ایشوری صاحبہ ٹرسٹ نواکدل سرینگر کا اننت آبھاری ہوں جنہوں نے مجھے اس یوگیہ پایا اور شری الکھ ایشوری صاحبہ کا سنکھیپت جیون چرتر (مختصر سوانح عمری) سنگرہ کرنے کا اتنا بڑا اور ذمہ داری کا بوجھ میرے چھوٹے کندھوں پر لاد دیا۔ سمئے کم تھا اور کام بڑا۔ کچھ پریوارک اور دوسرے سنکٹوں میں پڑا تھا پھر بھی اپنی اور سے کم سمئے میں ہی دن اور رات ایک کرکے اپنی قسم کی پہلی یہ پوتر پستکا آپ پریمی پاٹھکوں تک پہنچانے میں سپھل ہوا ہوں۔ جلدی میں کوئی کام ہو اُس میں ترُٹی اور خامی رہنے کی سمبھاونا ہو سکتی ہے۔ یدی آپ پاٹھک گن اس پُستکا میں ایسا کچھ پائیں گے تو میں اُس کے لئے کھما یاچنا نہیں کروں گا۔ پرنتو ونتی اونشیہ کروں گا کہ کرپا کر کے اپنے سُجھاؤ اور اپنی سمتیاں بھوشیہ میں سنشودھن ارتھ بھیجیں۔ اُس میں میرا بھی ہت ہے اور آپ کا بھی۔ اوم الکھ

پرارتھی :-

سرینگر ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۵۹ء

سروانند کول۔ پریمی کاشمیری

(صوف کیگرناگ)

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پرِچَے

پیارے پریمیو!

کون نہیں جانتا کہ ہماری ماتری بھومی کشمیر سنسار بھر میں دیوی دیوتاؤں کی کریڈا استھلی رہا ہے اور یوگیوں، سنتوں، مہاتماؤں کی پرسدھ جنم بھومی کی وجہ سے سنسار بھر میں پرسدھ ہے۔ بڑے بڑے سنت۔ کوی۔ بڑی بڑی سنت کویتریاں اور تپسی اسی کاشمیر دیش کے پوتر ہنڈولے میں پلے ہیں۔ شری للہ دید۔ شری پرمانند شری مرزہ کاک آدی کا نام نہ کس کاشمیری ہندو کے ہردے میں نہیں اور آج سے تقریباً سو سال پہلے ایسی ہی ایک پوتر ہستی کا بھی اسی پوتر دیش میں جنم ہوا ہے جس کا بچپن کا نام رُوپ (چاندی) تھا اور بعد میں الکھ ایشوری صاحبہ کے پوتر نام سے سُو پرسدھ (مشہور) ہوئیں۔ دَر خاندان میں جنم لے کر اور سپرُو خاندان میں بیاہی گئی رُوپ بھوانی چشمہ صاحبی۔ منیگام۔ لار اور واسک کنڈ ورتمان وا اسکورہ میں اگور تپسیا کرتے کرتے پرکاش مے بن گئی اور اپنا پوتر پرکاش مے جیون اور گیان امرت میں ڈوبے ہوئے انمول واکھیہ سنسار کلیان کے لئے چھوڑ گئی۔ رُوپ بھوانی امر ہے اگرچہ دیہہ دھاری رُوپ میں ہمارے سنمکھ نہیں ہے وہ سنسار کلیان کے لئے کلجگ میں وچر رہی ہے پھر بھی اُس کے چرنوں سے پوتر ہوئے ان استھانوں کی دُردشا کو آگے پھر نہ بگڑے دینے کے وچار سے اور ان کے انمول جیون اور واکھیوں کو گھر گھر پہنچانے اور لوگوں کے جیون سدھار اور کلیان کے لئے شری الکھ ایشوری صاحبہ ٹرسٹ کی ستھاپنا آج سے کوئی ۲۵ ورش پورو ساون سنہ ۱۹۹۰ بکرمی میں کی گئی۔ ٹرسٹ کی اور سے سال میں دو بار صاحب سپتمی اور کنیاگت ماس کے شرادھ دوس پر سرینگر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ادروا سکورہ میں ادھک بھاری یگیہ رچایا کرتے ہیں۔ ٹرسٹ جو کچھ اس دِشا میں کر پایا ہے اور کر رہا ہے آپ پریمیوں کے سامنے ہے اور آتا رہے گا۔ کیول آپ پریمیوں کی شُدھ بھاونا اور سہیوگ کی اننت آوشیکتا ہے۔

اب شری روپ بھوانی کے پُونیہ شرادھ دوس "صاحب سپتمی" کے شبھ اوسر پر اُس کے شردھالو بھگتوں کے آگرہ پر یہ پوتر پُستک کا اُس کی سنکھپت جیونی کے رُوپ میں "ٹرسٹ" بھینٹ کر رہا ہے اور الک ایشوری صاحبہ کے جیون کے سمبندھ میں جاننے کی پپاسا کو شانت کرنے کے ابھپرائے سے وقت کی کمی کو درشٹی میں رکھتے ہوئے فی الحال یہ سنکھپت جیونی پرکاشت کرنے کا ساہس ہو رہا ہے مکمل جیونی وستار رُوپ میں پرکاشت کرنے کی اور بھی ٹرسٹ کا دھیان لگا ہے۔ پرارمبک آوشک سامگری ایکتر کی جا رہی ہے اور شیگھر ہی وہ کاریہ پُورن ہونے پر آپ پریموں کے سامنے آئے گا۔ ایسی آشا ہے۔ ٹرسٹ اس کھیتر میں کہاں تک آپ کی سیوا کرنے کے یوگیہ بنا ہے اس کا نرنے ہم پاٹھکوں پر چھوڑ رہے ہیں۔ پاٹھک ہم کو اُتساہت کریں گے۔ ایسی آشا ہے۔ اوم الکھ!

نویدک :۔ پریمی کاشمیری
سہیوگی شری الکھ ایشوری صاحبہ ٹرسٹ

شری الک صاحبہ ٹرسٹ پنڈت سروانند کول پریمی کاشمیری کا ہارد دھنیہ واد کرتی ہے جنہوں نے شری الک ایشوری صاحبہ کی اس پوتر سنکھپت جیونی کو بہت تھوڑے سمے میں اس پستک کا رُوپ دینے میں دن رات ایک کر کے ٹرسٹ کی سہایتا کی ہے جس کے لئے ٹرسٹ اُن کا ابھاری ہے:-

سرینگر ۲۰ جنوری ۱۹۵۹ء جنرل سیکریٹری۔ شری الک ایشوری صاحبہ ٹرسٹ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شری الکھ ایشوری صاحبہ کی جے

سنکھیپت جیون چرتر (مختصر سوانحعمری)

جنم کا شمیر بھومی کشمیری براہمنوں، پنڈتوں اور روحانی پرشوں کی سوپرسدھ جنم بھومی ہے۔ کول۔ سپرو آدی بڑے بڑے خاندان آج تک پراچین کال سے مشہور چلے آ رہے ہیں۔ در خاندان بھی انہی بڑے مشہور خاندانوں میں سے ایک ہے۔ ان خاندانوں نے نہ صرف شری جواہر لال نہرو جیسے مہان "شانتی دوت" تیج بہادر سپرو جیسے مہان دیکتی ہی پیدا کئے ہیں۔ پرنتو بڑی ادھیا تمک وبھوتیاں بھی پیدا کی ہیں۔ آج سے کوئی تین سو سال پہلے مشہور در خاندان میں پنڈت مادھو جو در پیدا ہوئے ہیں جو بڑے گیانی۔ عالم اور ادھیاتمک پرش ہو گذرے ہیں۔ پنڈت مادھو جو در جگت امبا کے بھگت تھے۔ اپنے نتیہ کرم میں روز پراتہ کال شری شاریکا دیوی (ہاری پربت) کا پرکرما کیا کرتے تھے۔ کئی سال تک اس نتیہ کرم کو نبھاتے نبھاتے ایک رات شری جگدمبا شری شارکا دیوی پنڈت مادھو جو پر پرسن ہوئیں اور دیوی آنگن (شری چکریشور ہاری پربت) میں ایک شیر پر سوار پرسن مکھ سے پرکٹ ہوئیں اور پنڈت مادھو جو در کے سامنے شیر کو کھڑا کر کے بولنے لگیں "تم نے ہماری بھگتی سے باندھ لیا ہے اور میں تم کو ساکھشات درشن دینے پر مجبور ہو گئی ہوں اب کہو تمہاری کامنا کیا ہے؟ کس لئے تم میرا پرکرما کرتے رہے ہو۔ تم کیا چاہتے ہو۔ میں ابھی ور دان دے رہی ہوں" پنڈت مادھو جو نے رات کی اندھیری میں چاروں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور پرکاش دیکھتے ہوئے اور شری شاریکا دیوی کے شیر پر ساکھشات روپ میں درشن کر کے اُس کے چرنوں میں سر جھکایا۔ اس کے رونگٹھے کھڑے ہو گئے اور گدگدوانی میں جگدمبا کی استوتی کرنے لگے۔ جگدمبا نے پھر پوچھا "کیا ہے تمہاری منو کامنا۔ کہو۔ میں ابھی پوری کرتی ہوں"۔ مادھو جو کو ہرش ہوا اور جھٹ بول اٹھا۔ میں آپ کو اپنی لڑکی کے رُوپ میں پالنا چاہتا ہوں" جگدمبا نے مادھو جو کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "تتھا استو" جگدمبا انتردھیان ہو گئیں اور مادھو جو پرسنتا کے مارے چھلانگیں مارتا ہوا پرکرما کر کے واپس گھر لوٹا۔ مگر اس رہسیہ کو چھپائے ہی رکھا۔ آخر جگدمبا کے انوگرہ کے انوسار جیٹھ شکلہ پکھ پورنما ۱۶۷۷ ب کو مادھو جی کے گھر میں پورے نو مہینے کے بعد دیوی نے جنم لیا۔ پریوار میں خوشی منائی گئی۔ راتری کا اندھیرا دُور ہوتا جا رہا تھا اور پرکاش کے دن چڑھ رہا تھا۔ سُوریہ دیوتا نے چاروں اور اپنا پرکاش پھیلایا۔ گھر پرسنتا کے مارے پھولے نہیں سماتا تھا پریوار اور رشتہ دار خوش تھے ہاں "کسی کسی" نے لڑکی کے جنم پر کچھ شوک بھی پرکٹ کیا کیونکہ اکثر لوگ کم بُدھی کے انوسار "لڑکی کے جنم" کو بھرم پھانسی سمجھ کر شوک ہی مناتے ہیں کچھ خوشی کی باتیں ہوئیں۔ کچھ غم کی۔ مگر مادھو جو تو رہسیہ جانتے ہی تھے۔ وہ بہت خوش تھے۔ کیسے معلوم تھا کہ یہ "نوجات شِشو" (نوزائیدہ بچہ) سنسار بھر میں" الکھ ایشوری صاحبہ" کے پوتر نام سے اپنے در خاندان جس میں وہ جنمی اور کاشمیر دیش کا نام چمکائیگی دھنیہ جگدمبا۔ بچی کا نام "روپ" جس کو کشمیری بھاشا میں "چاندی" کہتے ہیں رکھا گیا "روپ" اصلی معنوں میں "چاندی" تھی جو آگے چل کر "سونا" اور پھر اصلی "کُندن" بن گئی۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بال اوستھا

"روپا" بچپن سے ہی بڑی تیج وان اور تیز بُدھی والی تھی۔ ہر کام کو جو چھوٹے چھوٹے بچوں کو اُن دنوں گھروں میں کرنے دیا جاتا تھا وہ کمال لگن۔ ساوِدھانی اور بُدھی متا سے کرتی تھی۔ پریوار کے لوگ کیا دوسرے بھی اُس کے ہر کام کی پرشنسا کرتے تھے "روپا" شاید تین چار ورش کی ہو گی جب کہ ایک بار اُسے "تِل" کا ایک تھال صاف کرنے یعنی "چُھننے" کو دیا گیا۔ ہاں اس "تِل کے تھال" کے بارے میں مشہور ہے کہ مادھو جو در کے دکان کے بالکل مقابل میں وِتستا ندی کے دوسرے کنارے پر ایک مسلمان سنت مُلّا آخون رہا کرتے تھے اور مادھو جو روز شام کو اُن کے پاس جایا کرتے تھے۔ یہ سنت مادھو جو پر بہت خوش تھے۔ شیوراتری کے دن شام کو مادھو جو جب سنت کے پاس بیٹھے تھے تو سنت کے ساتھ وہ بھگوت چرچا میں اتنے مگن ہو گئے کہ گھر شیو تراری کی پوجا کرنا ہی بھول گئے۔ گھر میں پریوار کے لوگ مادھو جو کا کافی دیر تک انتظار کرتے رہے۔ آخر مادھو جو کو رات کافی گذرنے کے بعد شِو راتری اور گھر کا خیال آیا تو سنت سے گھر جانے کی اجازت مانگی مسلمان سنت نے مادھو جو سے پوچھا "کیوں کیا بات ہے۔ جو تم اتنی جلدی جانا چاہتے ہو۔ بیٹھو ابھی کافی وقت ہے" مادھو جو نے ہاتھ جوڑ کر اُتر دیا۔ "آج شیوراتری ہے گھر میں میری انتظار ہو رہی ہو گی۔ برہمن (گور) آیا ہو گا۔ پوجا کرنی ہے"۔ سنت پھر بولے "کس کی پوجا کرتے ہو۔ وہاں کیا رکھتے ہو" مادھو جو نے جواب دیا کہ ہم مٹی کے گھڑے میں اخروٹ ڈالتے ہیں... وغیرہ۔ وغیرہ۔ اس پر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پرسنت صاحب نے کہا "اچھا جاؤ۔ مگر ذرا جانے سے پہلے اُس کوٹھڑی کا دروازہ کھولو اور دیکھو وہاں کیا ہے"۔ سنت صاحب کے کمرے کے سامنے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی اور سنت مادھو جو کو کوئی کرشمہ دکھانا چاہتے تھے۔ اسی لئے اتنی پوچھ تاچھ کی۔ مادھو جو حسب ارشاد کوٹھڑی میں جب داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ کوٹھڑی پرکاش مے ہے۔ ہر طرف نور برستا ہے اور سامنے بھگوان شو پاروتی جی اور سپت رشی آدی ساکھشات رُوپ میں براجمان ہیں۔ عین اُسی طرح جس طرح شوراتری کے دن کشمیری ہندو شبو پریوار آدی کی پُوجا کرتے ہیں جس کو کشمیری میں "وٹک رازہ" کہتے ہیں مگر یہاں ساکھشات درشن تھے۔ مادھو جو حیرت زدہ ہوگئے۔ بھگوان شیو اور پاروتی جی کے چرنوں میں ساشٹانگ ڈنڈوت کر کے اپنے آپ کو بھول گئے۔ کچھ دیر کے بعد سنت جی نے باہر بلایا اور کہا "کئے درشن بھگوان شیو کے۔ . . . " آخر میں سنت جی نے کہا "اچھا اب گھر جاؤ۔ وہاں بھی تمہاری انتظار ہو رہی ہوگی اب اُوپر پُل سے جانے میں دیر لگے گی۔ وہ لو میری کھڑاؤں۔ اسی کو پہنو اور وِتستا ندی کے اُوپر سے پار کرلو۔ جلدی گھر پہنچو گے"۔ مادھو جو نے ایسا ہی کیا اور وِتستا ندی کے پانی کے اُوپر سے ٹھیک ایسا چلتا بنا جیسے کہ آدمی سڑک پر سے چلتا ہے۔ ساتھ ہی سنت جی نے ایک تل بھرا تھال بھی دیا اور کہا "یہ لو۔ گھر میں تمہاری دیوی (لڑکی روپ) سے صاف کروانا۔ آدی۔ . . " مادھو جو جب گھر پہنچے۔ آدھی رات گذر چکی تھی۔ مگر گھر میں جیسے ابھی پُوجا کا ہی وقت تھا۔ خیر مادھو جو نے یہ دوسرا رہسیہ بھی کسی کو نہ کہا۔ "روپ" دوڑتی دوڑتی آئی اور کہا۔ "بب۔ آپ نے جو تل پار سے لایا ہے وہ مجھے صاف کرنے کے لئے کیوں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہیں دیتے"۔ پتا بہت حیران ہوا کہ اس تین چار سال کی بچی کو یہ کہاں سے معلوم ہوا یہ کیا آشچریہ ہے؟ خیر جھٹ اُسے خیال ہوا کہ او ہو! یہ لڑکی تو لڑکی نہیں ہے دیوی کا سوروپ ہے سروگیہ (سب جاننے والی) ہے اور چپکے سے لڑکی کو تل بھرا تھال پکڑا دیا۔ ایک روز "روپ" اپنے گھر کے ایک نوکر کے ساتھ رعنا واری اپنے ننہال جا رہی تھی راستے میں پیر پنڈت پادشاہ ریشہ پیر کے ہاں سے جب گذرے تو نوکر شاید ہندو تھا اور وہ پیر پنڈت پادشاہ کو پرنام کرنے گئے اتنی دیر "روپ" اُس کی کھڑاؤں سے کھیلنے لگی تھی۔ بچی تھی۔ پیر پنڈت پادشاہ نے جب بچی کو اُس کی کھڑاؤں سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو اُسے کرودھ ہوا اور بچی کو ڈانٹا۔ بچی نے پیر پنڈت پادشاہ کی طرف ایک معصومانہ مگر گیان بھری درشٹی دوڑا کر کہا۔ "ریشس پیئے پیہ تبزراہ اوہ ناجنی گیس . . ." یہ شبد کہہ کر بچی نے نوکر سے واپس گھر جانے کو کہا۔ پیر پنڈت پادشاہ حیرت میں ڈوب گئے مگر بچی جا چکی تھی۔

چونکہ اُن دنوں کشمیر میں مغلوں کی حکومت تھی۔ فارسی زبان کا دور دورہ تھا لوگ سنسکرت کم جانتے تھے ہاں پنڈت۔ براہمن اور گیانی ہندو سنسکرت بھاشا سے پریچت تھے ہندؤوں میں شاردا لپی میں بھی لکھنے کا رواج تھا دیش کال کے انوسار "روپ" نے ان بھاشاؤں پر بچپن میں ہی کافی عبور حاصل کیا۔ آیو کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ گیان۔ دھیان۔ پوجا پاٹھ کی اور بھی ادھک رُچی اور لگن بڑھتی گئی اور دھیرے دھیرے دیوی سوروپ "روپ" گیان مئے بن گئی مگر عام لوگ اس سے اتنے واقف نہ تھے۔ مادھو جو سب کچھ دیکھتے رہے مگر کسی کو نہ کہتے۔ آخر دیوی کی آیو جب کوئی سات سال کی ہو گئی تو ماتا پتا کو اس کی شادی کا فکر دامنگیر ہوا کیونکہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُن دنوں کشمیری ہندوؤں میں لڑکیوں کو چھوٹی عمر میں ہی شادی کرنے کا رواج عام تھا۔

وِواہت جیون

آخر کار حبہ کدل سے کچھ اُوپر سفری یار محلے میں سپرو خاندان کے ایک لڑکے شری ہیرانند سپرو کے ساتھ منگنی ہوگئی اُس وقت کے رواج کے مطابق سب کچھ ٹھیک طرح سے انجام لایا گیا۔ لگن مقرر ہوا۔ شادی ہوئی اور "روپ" اب اپنے پتا کے گھر سے نکل کر اپنے پتی کے گھر پہنچی۔ ہیرانند کچھ عجیب طبیعت کا آدمی تھا۔ بھگوت پرچا۔ گیان دھیان اور پوجا پاٹھ سے نہ کچھ لگن تھی نہ کچھ رُچی اُس کی ماتا جی سنیہ گجی بھی کچھ ایسی ہی تھی طبیعت کی ذرا تیز تھی اور گھر میں نوُح کے آنے پر ساس کی طبیعت کچھ اور تیز ہوگئی اور "روپ" کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنے لگی۔ کچھ رعب جمانے لگی۔ کچھ اپنا ساس پنا دکھانے لگی۔ رُوپ کے آنے سے اس گھر کی دُردشا دھیرے دھیرے دُور ہونے لگی۔ کچھ ویبھو (वैभव) اور کچھ پُونجی بڑھنے لگی مگر گھر کے دوسرے آدمیوں کو اس کا اصلی نہ بھاس ہی ہوا۔ اور نہ راز ہی معلوم ہوا۔ 'روپ' اپنا گھر کا کام۔ نمرتا۔ شانت سوبھاؤ۔ لگن۔ سادھانی اور بدھی متا سے کرتی رہتی۔ مگر جیسا کہ ایشور کی اِچھا ہی نہ تھی کہ گرہست کے بندھنوں سے 'روپ' جکڑی رہے۔ اُس کا پتی دیو اور ساس صاحبہ 'روپ' کو طرح طرح کے کشٹ دینے لگے اور بات بات پر جھڑکتے رہتے۔ ہر کام میں نکتہ چینی کرتے مگر 'روپ' خاموشی سے اپنا کام کرتی اور سب کچھ بُرا بھلا سہن کرتی جاتی۔ ماتھے پر بل تک نہ لاتی۔ ایک بار 'روپ' کے میکے والوں نے کسی گھریلو اُتسو کے اوسر پر سپرو والوں کے گھر پرشاد کے کھیر کا ایک بڑا دیگچہ بھیجا۔ 'روپ' کی ساس نے مادھو جو در کے گھر سے آئے ہوئے نوکروں کو بھی دھتکارا جھڑکا اور لعن طعن کی کہ میرے اتنے رشتہ دار ہیں۔ سمبندھی ہیں۔ محلے والے ہیں۔ میں یہاں اس ایک دیگچے سے کیا کروں گی۔ میں کیا بانٹوں گی؟ کس

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کو بانٹوں گی؟ کیا میں اُن کا کلیجہ بانٹوں گی؟ وغیرہ۔ وغیرہ۔ اس پر رُوپ نے ساس سے نمرتا پوروک ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کی کہ "ساس صاحبہ اپنی زبان سے ایسے ایسے انوچت شبد نکالنے کی کیا آوشکتا ہے؟ آپ شوق سے دل کھول کر بانٹیئے۔ جس جس کو جتنا جتنا پرشاد بانٹنا ہو۔ بانٹتے جائیے۔"

ساس صاحبہ نے شرارت اور کرودھ میں آکر دیگچے میں سے کھیر کا پرشاد بانٹنے کی جب تیاری کی تو رُوپ نے ایک اور پرارتھنا کی کہ "ساس صاحبہ بانٹتے وقت دیگچے کا ڈھکنا نہ اُٹھائیے۔ ایک ایک کڑچھی نکالتے جائیے اور ساتھ ساتھ ڈھکن سے اس کو ڈھکتے جائیے اور آپ دیکھیں کہ اس دیگچے میں سے کتنی کھیر نکلتی ہے؟"

آخر کار ساس صاحبہ نے محلہ والوں۔ رشتہ داروں اور تمام سمبندھیوں کو اور ایروں۔ غیروں نتھو خیروں کو زیادہ زیادہ مقدار میں بانٹا اس کی باہیں بانٹتے بانٹتے جب تھک گئیں اور کچھ آشچریہ میں پڑ گئیں کہ آخر اس برتن میں سے کتنی کھیر نکلی؟ ختم ہونے کا نام بھی نہیں۔ رُوپ سب کچھ دیکھتی رہ گئی اور خاموشی سے اپنا کام کرتی گئی۔ آخر کار ساس صاحبہ نے تھک کر خود پرشاد کھانا شروع کیا۔ دیگچے کا ڈھکن نیچے رہ گیا اور اس کے اندر جھانکا تو دیگچہ خالی پڑا تھا .... اتنا ہونے پر بھی ساس صاحبہ کا پارہ نہ اُترا تو پھر کرودھ میں آکر رُوپ سے کہنے لگی "اب یہاں پر کون نوکر ہے جو یہ دیگچہ تمہارے باپ کے گھر پہنچا دیگا۔ اب کس یمراج کو بُلاؤں گی؟"

رُوپ کو یہ ناگوار گذرا مگر زبان سے ایک شبد بھی نہ نکالا۔ دیگچے کو وتستا ندی کے کنارے مانجھنے کا بہانہ کر کے چلی گئی اور دیگچے کو وتستا ندی کے حوالے کر کے کہا "جاؤ۔ مادھو جو در کے گھر پہنچ جانا"۔ ردامر (نواکدل) میں مادھو جو سندھیا کر رہے تھے۔ دیگچہ وہاں پہنچا۔ انہوں نے اس کو پانی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سے باہر نکال کر دیکھا کہ یہ اُن کا وہی دیگچہ ہے جو کھیر کا پرشاد لے کر سپرو والوں کے ہاں کل بھیجا گیا تھا اُٹھا کر گھر لے گیا اور حیرت میں ڈوب گیا۔ جان گیا کہ یہ اُس کی دیوی سوروپ لڑکی کا ہی چمتکار ہے۔ "روپ" کے میکے والے بھی حیران اور ششدر رہ گئے۔ بات ادھر اُدھر پھیل گئی اور لوگ "روپ" کی پرشنسا کرنے لگے۔ ایک روز ہیرا نند سپرو کے گھر میں کوئی اتسو تھا۔ اپنے کُل کے براہمن کے علاوہ اور بھی بہت سے براہمن (گور) نمنترت تھے۔ ان کا کُل براہمن ادھک پڑھا لکھا تھا نہیں اور اُسکو شاستروں آدی کا گیان بھی کم تھا۔ براہمنوں کی سبھا میں اس کا بہت اپمان ہوا۔ حتےٰ کہ یہ براہمن سبھا میں سے نکل بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ براہمن جب صحن میں پہنچا "روپ" پانی کا گھڑا لیکر آ رہی تھی، جونہی براہمن کو اشرو بھرے نیتروں اور دکھی ہو کر نکلتے ہوئے دیکھا اور پوچھنے پر جب سارا حال معلوم ہوا تو "روپ" نے براہمن کو سانتونا دے کر اندر سبھا میں اشنان کر کے پھر سے بیٹھ کر کاریہ میں بھاگ لینے پر رضامند کیا۔ سبھا میں دوبارہ بیٹھ کر اب کی بار اس براہمن کے تیج۔ بدھی بل اور شاستراتھ آدی کو دیکھ اور سُن کر باقی براہمن آشچریہ چکت ہوئے اور شرمندہ ہو کر اس براہمن سے اس سے پہلے ہوئے اپمان کی کھما یاچنا کرنے لگے یہ بھی "روپ بھوانی" کی اپار کرپا اور دیا کا ہی پرنیام تھا۔

"روپ" شارکا دیوی ہاری پربت روز رات کے اندھیرے میں پرکرما کرنے جایا کرتی تھی اور رات کے اندھیرے میں واپس لوٹا کرتی تھی۔ کئی سال تک یہ کسی کو پتہ نہ چلا کہ "روپ" کیا کرتی ہے حالانکہ اُس کے پتی دیو ہیرا نند کو بھی جو کہ اس کے ساتھ ہی ایک ہی کمرے میں سوتا تھا اس کا ذرہ بھر بھی پتہ نہ تھا۔ ایک رات اس کی ساس صاحبہ نے "روپ" کو شیر پر سوار ہوتے گھر سے نکلتے دیکھا۔ ہیرا نند کی ماں "روپ" سے بدظن کرنے کے لئے اپنے لڑکے کو طرح

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

طرح کی بناوٹی باتیں کہتی کہ "روپ" کوئی ڈائن ہے۔ بھوتنی ہے۔ روز رات کو نہ معلوم کیوں گھر سے غائب ہو جاتی ہے۔ کہاں جاتی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔" دوسری رات ہیرانند رات کے وقت تاک میں رہا۔ کھڑکی سے جھانکا تو کیا دیکھتا ہے کہ باہر پرکاش پھیلا ہے۔ ایک شیر دروازے پر کھڑا کسی کی انتظار کر رہا ہے اور آنکھ جھپک میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کی دھرم پتنی "روپ" بال بکھرے ہوئے تیج وان اور پرسن مکھ سے اس شیر پر سوار ہو گئی اور ہاری پربت کے راستے چل پڑی۔ ہیرانند بھی جرأت اور ہمت کے ساتھ پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ہاری پربت میں دیوی آنگن سے ہوتے ہوئے جب ہاری بھگوتی کے نزدیک پہنچے تو ہیرانند کیا دیکھتا ہے کہ سامنے پانی ہی پانی ہے۔ بہت دور تک پھیلے ہوئے پانی کے ایک سمندر کا بھاس ہیرانند کو ہوا۔ وہ گھبرایا۔ اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ آگے بڑھنے کی ہمت اس میں رہی ہی نہیں۔ ٹانگیں جیسے ٹوٹ گئیں۔ "روپ بھوانی" بہت آگے بڑھ چکی تھیں ہیرانند نے روپ بھوانی کو دیکھا جیسے وہ پانی کے اوپر ہی چلتی ہے یہ دیکھ کر وہ اور بھی گھبرایا اور واپس لوٹنے کی ٹھان لی۔ روپ بھوانی نے دور سے ہی ہاتھ سے اشارہ کر کے ہیرانند کو آگے چلنے کو کہا۔ مگر ہیرانند اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ اس پانی میں ڈوب نہ جائے۔ آگے نہ بڑھا بلکہ واپس یا چھ دروازہ کے راستے گھر لوٹ آیا۔ روپ بھوانی حسب معمول گھر پہنچ گئی۔ گھر بیٹھ کر "روپ بھوانی" نے اپنے پتی دیو سے کہا "پتی دیو! آپ کیوں مفت میں شور مچاتے ہو؟ خاموش رہو کسی سے نہ کہو تمہارا کلیان بھی ہو گا۔ تمہاری سب منو کامنائیں سدھ بھی ہوں گی اور تمہاری مکتی بھی ہو گی۔ خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ کیا ہوتا ہے؟" مگر بدھی ہین ہیرانند سے رہا نہ گیا اور اپنی ماں سے سارا ماجرا کہہ سنایا یہ کہتے کہتے ہیرانند مور چھت ہو گئے۔ اس کے بعد روپ بھوانی نے اس گھر کو کوئی ساڑھے بارہ ورش

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کی آیو میں تیاگ دیا اور کہیں پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گئی؟

اگوُر تپسیا | شری نگر سے دُور جنگلوں میں رُوپ بھوانی نے اپنی تپیا کے لئے چشمہ شاہی (موجودہ) کے ذرا نیچے چشمہ صاحبی کی پوتر اور دلکش دھرتی کو موزون پایا اور اُسی پوتر ستھان میں ساڑھے بارہ سال اگوُر تپیا کی۔ چشمہ صاحبی کا نام شری رُوپ بھوانی (الکھ ایشوری صاحبہ) کے پوتر نام پر ہی پرسدھ ہوا ہے۔ چشمہ صاحبی میں پدھارنے اور پھر کئی ورش تک نواس کرنے کا کسی بھی نگر واسی کو پتہ نہ لگا۔ آخر رُوپ بھوانی چھپکر کیسے رہ سکتی تھیں۔ سُوریہ اُدے پر سُوریہ دیوتا کیسے لوگوں سے دُور رہ سکتا ہے۔ گلاب کے پھول کی سگندھی کیسے چاروں اور پھیلنے سے رہ جاتی ہے؟ روپ بھوانی کا تیج تیاگ اور تپیا کا چرچا اب نزدیک اور دُور ہونے لگا۔ دھیرے دھیرے رُوپ بھوانی کے درشنوں کے لئے درشن ابھلاشی بڑی سنکھیا میں آنے لگے اور چشمہ صاحبی میں مانو تیرتھ یاترا کا آرمبھ ہونے لگا۔ روپ بھوانی تو اِس سنسارک جھنجھٹ سے ابھی دُور ہی رہنا چاہتی تھی۔ شہر کیا اپنے گھر کو تیاگ بھی دیا تھا اسی لئے مگر یہاں پر اور بھی زیادہ دنیاوی شور وغل دیکھ کر یہاں سے بھی کہیں اور جانے کا نشچے کیا اور آخر کار یہاں ساڑھے بارہ سال اگوُر تپیا کرنے کے بعد چشمہ صاحبی کی دھرتی کو اپنے پوتر چرنوں سے شدھ اور رہتی دنیا تک مشہور بنا کر یہاں سے بھی نکل پڑی۔ اگلے دن سے درشن ابھلاشی روپ بھوانی کو وہاں نہ پاکر دُکھی ہوئے وِلاپ کرنے لگے آس پاس کی بستیوں میں ڈھونڈنے لگے مگر رُوپ بھوانی کا یہاں بھی کہیں پتہ نہ چلا۔ وہ درشن ابھلاشیوں کے لئے کیول ایک پوتر کنڈ "چشمہ صاحبی" چھوڑ گئیں تھیں۔

وونتشن (منیگام) میں | چشمہ صاحبی سے نکل کر روپ بھوانی منیگام سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُوپر وِوتشٹ نام کے جنگل میں نواس کرنے لگی۔ ایک چھوٹی سی گپھا میں تپسیا میں مگن ہو گئی۔ باہری سنسار کا دھیان بالکل چھوڑ دیا۔ ساتوک بھوجن میں دودھ تو پہلا درجہ رکھتا ہے۔ جنگل میں دودھ کہاں ملے؟ گاؤں والوں سے دور رہ کر سنساری جھنجھٹوں میں نہ پڑ کر دودھ کے لئے کس کو کہے؟ کیا آؤشیکتا۔ وہ تو ساکھشات دیوی تھی جو چاہے سو کر سکتی تھی۔ جس چیز کی من میں اچھیا ہو۔ سنکلپ ہو۔ وہ چیز حاضر اس کے دربار میں کس چیز کی کمی۔ خیر منیگام کا ایک گوالا (کامدیو چرانے والا) اپنے گاؤں کی گائیں چرانے کے لئے روز سویرے نکل پڑتا اور وِوتشٹ کے ارد گرد اُدھر جنگلوں میں دن بھر گائیں چرا کر شام کو واپس گاؤں لوٹتا مگر اس کے ریوڑ میں ایک سندر سوشیل سوبھاؤ والی اور دودھار کامدینو روز دن کے ایک خاص وقت میں کہیں غائب ہو جاتی۔ گوالا ڈھونڈتا۔ پر کہیں نہ ملتی۔ مگر آشچریہ کی بات کہ روز وہ وقت پر گھر لوٹنے سے پہلے پھر ریوڑ میں گھاس چرتی دکھائی دیتی کئی سال تک گوالا پریشان رہا نہ گاؤں میں کسی کو کہہ سکتا تھا نہ کامدینو کے مالکوں کو ہی نہ اُسے یہ خیال ہی آتا تھا کہ دن بھر تاک میں رہ کر اس کا دھیان رکھے کہ آخر وہ جاتی کہاں ہے۔ ایک روز جیسی کہ دیوی کی اچھیا ہی تھی کہ وہ اس گوالے کو درشن دے اور اس کی پریشانی اور دُکھ دور ہو۔ گوالے کو جھٹ دماغ میں بجلی کی طرح خیال دوڑا اور پھر سمئے بھی آن پہنچا تھا وہ سویرے سے ہی اس بھاگوان کامدینو کی تاک میں رہا اور جب اپنے موقعے پر کامدینو ریوڑ میں سے گھاس چر کر ایک طرف جانے لگی تو گوالا اُسکے پیچھے پیچھے ہو لیا جنگل میں بہت دور جس طرف گوالا اپنے ریوڑ کو کبھی بھی نہ لایا تھا جا کر دُور سے ہی ایک گپھا دیکھی۔ خود کہیں آڑ میں چھپ گیا۔ کامدینو گپھا کے بالکل سامنے رک گئی۔ سندر تیج وان اور سادھو کے روپ میں ایک استری کو ایک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لوٹا ہاتھ میں لئے کامدینو کے نزدیک آتے دیکھا۔ تیج وان استری نے لوٹا اس کے تھنوں کے نیچے دھر دیا۔ کامدینو کے چاروں تھنوں سے امرت دھارائیں بہہ نکلیں۔ مانو یہ چار دھارائیں دھرم۔ ارتھ کام اور موکھش کی تھیں۔ لوٹا بھر گیا۔ دیوی سوروپ رُوپہ بھوانی نے امرت بھرا لوٹا اٹھا لیا اور گپھا کے اندر چلی گئی۔ گوالا آڑ میں چھپا سب کچھ دیکھ رہا تھا وہ بہت حیران ہوا اس کی حیرانی کی حد نہ رہی اس کی آنکھیں کچھ چندھیا گئیں آنکھوں کو بار بار ملتے جاتا کہ آخر میں کیا چمتکار دیکھ رہا ہوں کامدینو اپنا "نیتہ کرم" سماپت کرنے کے بعد واپس لوٹی۔ گوالا من میں دیوی کو پرنام کر کے کامدینو کے پیچھے پیچھے چلتا بنا۔ راستے میں انیک پرکار کے وچاروں نے بیچارے گوالے کے من میں طوفان پیدا کر لیا وہ سوچنے لگا "کس سے کہوں۔ کیا کہوں اور کیا کروں؟" اسی اُدھیڑ بن میں شام کو ریوڑ کو ساتھ لیکر حسب معمول گاؤں لوٹا۔ یہاں پر اُس نے اب ارادہ کر لیا کہ یہ "رپورٹ" گاؤں کے نمبردار کو پہنچانی ضروری ہے اور موضع منیر گام کے نمبردار پنڈت لال چند کو ایکانت میں کہہ سُنایا۔ اُس سمئے کی پرتھا کے انوسار کسی بھی پرکار کی کوئی ایسی گھٹنا ہوتی۔ اُس کی رپورٹ نمبردار کو پہنچانی ضروری ہوتی تھی اور پنڈت لال چند چونکہ دھرماتما تھا اور سادھو سنتوں کی سیوا کرنا اپنے جیون کا دھییہ بنا لیا تھا اس نے گوالے سے جب یہ ماجرا سُن لیا تو وہ سمجھ گیا کہ گپھا میں دیوی سوروپ کوئی تپسونی ہے کسی طرح سے اُس کو اپنے گھر لانا چاہیئے۔ دوسرے روز گوالے کو ساتھ لیکر اُس پوتر گپھا میں پہنچ گیا دیوی کے درشن کیئے۔ ساشٹانگ پرنام کیا۔ اپنے آپ کو سوبھاگیہ شالی سمجھا۔ اپنے پاپوں کا ناش ہوتے دیکھا اپنا جیون سپھل ہوتے انوبھو کیا۔ دیوی کے چرنوں میں زار زار رونے لگا اور پرارتھنا کی "دیوی جی مجھ پر انوگرہ ہوا ہے۔ مجھ پر آپ کی بڑی اپار کرپا ہوئی ہے۔ میں بہت بھاگوان ہوں جو آپ کے درشن

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کئے اب ایک پرارتھنا ہے مجھ پر اور کرپا کیجئے۔ دَیا کیجئے۔ میرے گھر پدھاریئے
میں آپ کی سیوا کرنا چاہتا ہوں آپ کا بھگت ہوں" دیوی جی نے گاؤں میں نہ
جانے کی اچھیا پرگٹ کی۔ پرنتو لال چند اپنی ضد پر ڈٹا رہا۔ چرنوں میں آنسو
بہاتا رہا اور دیوی جی کو اپنے گھر لے جانے کے بنا اور کوئی بات بھی نہ کرتا تھا دیوی
جی لال چند کی اس اٹوٹ شردھا اور بھگتی سے بہت پرسن ہوئیں۔ لال چند
کے گھر جانے کے لئے اب اُسے دوشتا دکھائی پڑی مگر لال چند سے وہ کچھ
پریکھشا بھی لینا چاہتی تھی۔ دیوی جی نے کہا" اچھا لال چند میری کچھ باتیں ہیں
یدی تم اُن کو پورا کرنے کے لئے تیار ہو۔ میں پھر تمہارے گھر آؤں گی۔ کہو سویکار
ہے کیوں"؟ لال چند نے اُس کے چرنوں میں سر جھکا کر ہاتھ جوڑتے ہوئے اُتر دیا
" دیوی جی میں تو اپنا شریر اور اپنی آتما ہی جب آپ کے ارپن کر چکا ہوں اور
اور رہتا ہی کیا ہے۔ میں آپ کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔ جو آگیا ہو اُس
کی پالنا میں بنا کسی جھجھک اور ہچکچاہٹ کے کروں گا۔ آگیا کیجئے"۔ دیوی جی
نے کہا" میں تمہارے گھر آؤں گی۔ میرے آنے سے تم کو انیک کشٹ اُٹھانے ہوں گے
طرح طرح کی مصیبتیں جھیلنی ہونگیں۔ کہو تیار ہو اس کے لئے اور تمہارے گھر
میں میں جہاں بیٹھوں گی اُس مکان سے نہیں نکلوں گی سویکار ہے۔ کہو"۔ لال چند
چاہتا تھا کہ کسی طرح سے دیوی جی اُس کے گھر پدھارپن کرے۔ جھٹ ہاتھ جوڑ
کر اُتر دیا۔ "سب کچھ سویکار ہے"

مابادی سنسار میں

"روپ بھوانی" لال چند کے گھر گئیں دن دن چڑھتا
گیا۔ لال چند انیک پرکار کے کشٹوں میں جکڑتا گیا
بڑھتا۔ بیماری اور طرح طرح کے کشٹوں کے بعد علاقے بھر میں ان کا کال پڑ گیا
لال چند کیا سارے لوگ بھوکوں مرنے لگے "روپ بھوانی" سب کچھ جانتی تھیں۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لال چند خاموش تھا زبان سے اُف تک نہ کرتا تھا۔ کرتا بھی کیا۔ دیوی جی سے تو اس سب
کچھ کے لئے پرن کر کے آیا تھا ادھر سے اب دیوی جی کو لال چند کی دُردشا کا انت کرنا
تھا۔ اس کا پریوارک۔ سنسارک اور مانسک اُدھار کرنا چاہتی تھی اور لال چند کو ست مارگ
لانا چاہتی تھی ایک روز لال چند "روپ بھوانی" کے چرنوں میں اُداس بیٹھا کچھ وچار
مگن تھا۔ روپ بھوانی نے اُچت سمئے جان کر لال چند سے کہا کہ "اٹھو کہیں سے دو چار
ترک دھان کسی طرح سے پراپت کرو۔ اب سمئے آگیا ہے اٹھو آلس اور کائرتا تیاگو
جاؤ" لال چند جو "آگیا" کہہ کر دھان کی تلاش میں ادھر اُدھر بھٹکتا رہا چونکہ وہ نمبردار
تھا گاؤں کا مکھیا ہونے کے علاوہ علاقہ بھر کا بارسوخ آدمی تھا ادھر اُدھر سے
کسی طرح دو چار ترک دھان جمع کر کے لاکر دیوی جی کے سامنے رکھا۔ "روپ بھوانی"
نے ایک مٹی کے بڑے برتن (مٹکے) کی طرف اشارہ کر کے کہا "جاؤ اس میں ڈھک کر
رکھو اسی میں سے پریوار کے لئے ان نکالتے جاؤ اور کسی کسی کو اور بھی دینا ہو دیتے
جاؤ مگر کسی کو نہ کہنا" لال چند خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ پریوار خوشی خوشی اپنی جیویکا
نبھاتا رہا ہے علاقہ بھر کے بہت سے پیڑت لوگ بھی لال چند کے گھر سے دھان
لیتے رہے مختصر یہ کہ اس برتن میں سے دھان نکلتے جانے پر بھی یہ مٹکے پریپورن
رہتی" لال چند کو ہرش بھی ہوا اور "روپ بھوانی" کا یہ چمتکار دیکھ کر آشچریہ چکت
بھی ہوا۔ رہسیہ کسی کو نہ کہا آس پاس کے لوگ لال چند کے گھر کی دشا ٹھیک ہوتے
دیکھ کر اور اس کے گھر والے اس کال کے سمئے لوگوں کو ان ملتے دیکھ کر حیران ہوئے
اور طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہنے لگے "لال چند کے گھر کوئی ساکھشات
دیوی بیٹھی ہے" اب اس کے گھر دیوی جی کے درشنوں کو لوگ جوق درجوق آنے
لگے ایک روز "روپ بھوانی" نے کچھ ایسی گھٹنا دیکھ کر لال چند کے گھر سے نکلنے کی
ٹھان لی۔ مگر خود نکلتی کیسے وہ تو اس گھر میں آتی بار ہی لال چند سے کہہ گئی تھی۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کر میں اس گھر سے نہیں نکلوں گی اس کے لئے کچھ اور ہی راستہ بنانا تھا ایک روز لال چند اور دوسرے گاؤں کے لوگ باہر سے کیا دیکھتے ہیں کہ لال چند کا وہ مکان جس میں "روپ بھوانی" براجمان تھی جل رہا ہے وہ چیختے چلانے لگے ہائے اب کیا ہوگا گھر کا سامان باہر نکالنے لگے مگر لال چند کو دیوی سوروپ "روپ بھوانی" کی چنتا لگی رہی کہ وہ باہر کیسے نکلے گی وہ تو جل جائے گی۔ اس وقت لال چند بھول گیا۔ کہ دیوی سوروپ "روپ بھوانی" کو یہ آگ کیا جلا سکیگی وہ تو "پدمہ پترم ایوہ مبھا" ہے۔ جل میں کمل کے سمان ہے جل میں رہتے ہوئے جل اُسے چھو نہیں رہا ہے سنسار میں شریر دھارن کرتے ہوئے سنسار سے الگ ہے آگ میں رہتے ہوئے آگ اُسے کیا بگاڑ سکتی ہے۔ لال چند کسی طرح سے جلتے مکان کے اندر گھس گیا اور "روپ بھوانی" سے جلتے مکان سے باہر نکلنے کی پرارتھنا کی۔ بڑی مشکل سے دیوی جی مان گئیں اور مکان سے باہر آ نکلی۔ باہر نکلتے ہی جب مکان کی طرف درشٹی دوڑائی تو کیا ہوا کہ مکان میں نہ آگ لگی ہے اور نہ کچھ۔ آگ غائب لوگ حیران اور ششدر رہ گئے۔ "روپ بھوانی" نے پھر ایک نئی کٹیا میں شاہ کول (دریائے سندھ کا ایک نالہ) جو منیگام کے نزدیک سے بہتا ہے کے کنارے نواس کرنا آرمبھ کیا۔ مکان جلنے اور پھر آگ غائب ہونے کے چمتکار سے گاؤں والوں میں "روپ بھوانی" کے پرتی اٹوٹ شردھا بھکتی بھاؤ اور سیوا بھاؤ اُمڈ پڑا۔ لوگ اس کے شِشیہ اور سیوک بننے لگے۔

ایک روز "روپ بھوانی" شاہ کول کے کنارے بیٹھی تھی اچانک اس ندی میں ایک ادھ جلی چنار کی لکڑی بہتی ہوئی اس کے سامنے سے گذری دیوی جی نے لکڑی کو باہر نکال لیا اور اپنی کٹیا کے صحن میں اس کو گاڑھ دیا۔ تین ورش میں ہی یہاں ایک چھایادار بڑا چنار کھڑا ہو گیا وہ پوتر ہاتھوں سے لگایا ہوا پوتر چنار اس وقت "روپ بھوانی" کے بھگتوں۔ سیوکوں اور پریمیوں کے لئے آکرشن کا پرتیک بنا ہے۔

مسلمان صوفی سے بھینٹ

"روپ بھوانی" منیگام سے روز ایک کھیورو (ایک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

قسم کے گھاس کی ایک خاص گول چٹائی) پر بیٹھکر شاہ کول میں سے واسکورہ جاتی اور واپس آتی۔ وونتہ لار میں اُن ہی دنوں ایک خدا دوست اور فارسی زبان کے صوفی مسلمان شاہ صادق قلندر رہا کرتے تھے اُس کے چیلوں نے ایک ہندوستانی عورت کو روز کھیورو پر سوار شاہ کول میں سے گذرتے دیکھا تو شاہ صادق قلندر سے کہا کہ ایسی بات ہے شاہ صادق قلندر نے چیلوں سے کہا۔ یہ کوئی جادو گرنی ہوگی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پانی کے اوپر معمولی چٹائی پر بیٹھکر وہ عورت کس طرح سے آتی جاتی ہے؟ ایک روز شاہ صادق قلندر شاہ کول کے کنارے بیٹھا اور جب "روپ بھوانی" کھیورہ پر سوار شاہ کول میں سے گذری تو شاہ صادق قلندر نے ایک پُرنور اور روحانیت میں ڈوبی ہوئی ایک عورت کو دیکھکر حیرت سے پُوچھا "کیاہ ناؤ؟ (کیا نام ہے؟) رُوپ نے اُتر دیا۔ "روپ"۔ (چاندی) شاہ صادق قلندر نے پھر سوال کیا "یور تر سون کرتھ" (یہاں آؤ۔ سونا بناؤں گا) "روپ بھوانی" نے ہنستے ہوئے جواب دیا "یُوز تر مکت کرتھ" تم ہی یہاں آؤ میں تمہیں موتی بناؤں گی۔ یہاں پر "مکت" شبد کے دو ارتھ نکلتے ہیں موتی اور مکتی، سنسارک بندھنوں سے آزادی) روپ بھوانی کا یہ جواب سُن کر شاہ صادق قلندر کو اس کی روحانی گہرائی اور آتم گیان کا پریچئے ہوا۔ آخر اُس نے روپ بھوانی سے ایک اور سوال کیا۔ "یہ کیاہ رنگ" (یہ کیا رنگ ہے؟ اس کے بھی بہت سے ارتھ نکلتے ہیں تمہارے کپڑوں کا یہ کیسا رنگ ہے یا تم نے یہ کون سا راستہ اختیار کیا ہے؟ یا تمہارا یہ ویوہار کس قسم کا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔) روپ بھوانی نے جھٹ اُتر دیا۔ "زاگ سُورُٹھ مَہ زِیٹھ" (تاک میں رہو۔ اُسی کو پکڑو اور آگے لمبے نہ ہو جاؤ۔ اس کے بھی کئی ارتھ نکلتے ہیں۔ یعنی اُسی پرمیشور کی تاک میں رہو۔ اُسی کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور صفت کے بحث مباحثوں اور فضول باتوں میں نہ پڑو۔ . . . آدی۔ ویسے زاگ سور ٹھ مہ زیٹھ کے ارتھ "گیروا" رنگ بنتا ہے) شاہ صادق قلندر روپ بھوانی کے یہ گیان کے شبد سُن کر اُس کے روحانی کمال کا قائل ہوگیا اور آخر میں اپنی گفتگو کو آگے نہ بڑھا کر اُس دیوی سے کہا "کچھ ایسا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

روحانی کمال بھی دکھائیں"۔ رُوپ بھوانی نے شاہ صاحب سے کہا۔ اچھا جب تمہاری یہی اچھیا ہے تو آنکھیں بند کرو۔ دیکھو۔ شاہ صاحب نے کیا دیکھا کہ حضرت پیر دستگیر صاحب ایک سجے سجائے بارونق اور خوبصورت سفید گھوڑے پر سوار ہیں اور شاہ صاحب اُس گھوڑے کے آگے آگے دوڑ رہے ہیں اور دوسری طرف رُوپ بھوانی کو ایک پرندہ (سجی سجائی کشتی) میں بھگوان شیو اور پاروتی جی کے درمیان براجمان دیکھا۔ پرندہ کیا تھا۔ پرکاش پُونج تھا۔ جس پرندے کے کھینے والے پانچ مہابھوت تھے اس کے بعد رُوپ بھوانی نے شاہ صادق قلندر سے کہا "کھولو اب اپنی آنکھیں بتاؤ کیا دیکھا؟ کس کس کے درشن کئے ..." شاہ صاحب نے پرسنتا کے ساگر میں ڈوبے ہوئے اور پرشنسا بھرے شبدوں میں رُوپ بھوانی کی مہانتا۔ اور صاحب کمال شخصیت (دیکھنیتو) کے گیت گانے لگا اور دیوی سے سمبھودھت ہوا کہ "تم واقعی الکھ ہو۔ سنساری منشوں کے لئے الکھ ہو۔ دنیادی انسان تم کو دیکھ نہیں سکتے۔ سمجھ نہیں سکتے۔ تم واقعی "صاحب کمال" ہو۔ تم خود "صاحب" ہو۔ اب میری ایک بات مانو۔ یہیں رہو مگر "الکھ صاحبہ" نے سویکار نہ کیا۔ ہاں وعدہ کیا کہ یہاں سے آتی جاتی بار یہاں آپ کے پاس بھی ٹھہرا کروں گی۔ دھیرے دھیرے دونوں لار شاہ صاحب اور "الکھ صاحبہ" کے شاستر ارتھ۔ روحانی بحث ومباحثہ اور بھگوت چرچا کا کیندر بن گیا اور کچھ سمے کے لئے وہاں ایک آشرم بن گیا۔ شاہ صادق قلندر کے چیلے بھی "الکھ صاحبہ" کے گرویدہ ہو گئے۔ "الکھ صاحبہ" منیگام میں ساڑھے بارہ ورش نواس کرنے کے بعد وہاں سے کسی دوسری جگہ جانے کی دُھن میں رہی۔

اندھے نیتر دل میں پرکاش

جیسا کہ اُوپر ورنن کیا جا چکا ہے۔ "الکھ صاحبہ" منیگام سے روزانہ واسک کنڈ ورتمان واسکورہ جایا کرتی تھی مگر ستھائی رُوپ میں وہاں ٹھہری نہیں۔ آخر اُس نے ساڑھے بارہ ورش کے بعد منیگام سے نکل کر واسکورہ میں ہی نواس کرنا آرمبھ کیا۔ واسکورہ میں بھی "الکھ صاحبہ" کے بہت سے بھگت سیوک اور شیشیہ بن گئے جن میں مسلمان اور ہندو دونوں شامل تھے۔ جاتی بھید بھاؤ نام کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کوئی وستو "الکھ صاحبہ" کے سامنے تھی ہی نہیں۔ سم درشتا "الکھ صاحبہ" ہندو مسلمانوں کو ایک درشٹی سے دیکھتی تھی۔ اسی دوران ملک خاندان کی ایک بوڑھی مسلمان عورت اپنا جنم سے اندھا پتر ساتھ لیکر روز "الکھ صاحبہ" کے پاس آکر آنسو بہاتی اور پرارتھنا کرتی کہ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے اور یہ بھی جنم سے اندھا ہے۔ مجھ پر کرپا کیجئے۔ اُس کے نیترون میں پرکاش لائیے "الکھ صاحبہ" بوڑھی مائی کی عاجزی اور ونے پرنئے سے بہت پربھاوت ہوئی اور کہنے لگی کہ یہاں ایک کنواں کھود دو۔ جونہی اُس میں سے پانی نکلنا آرمبھ ہوگا۔ تمہارے لڑکے کے نیترون میں بھی پرکاش آنا آرمبھ ہوگا۔ جب کنویں میں سے اچھی طرح سے پانی نکلیگا۔ اُس وقت اُس کے نیتر بھی اچھی طرح پرکاش مے بن جائیں گے اور آخر کار ہُوا بھی ایسا ہی مسلمان اندھے کے نیترون میں پرکاش آگیا۔ اس پرکار سے واسکورہ میں کھودا گیا۔ وہ کنواں اس وقت "امرت کنڈ" کے پوتر نام سے پرسدھ ہے۔ جہاں پر پرتی ورش "الکھ صاحبہ" کے کنیاگت ماس کے شرادھ دوس پر بڑا تہوار منایا جاتا ہے اور اسی امرت کنڈ کے پوتر جل سے اشنان وغیرہ کرکے اپنے آپ کو پُن کے بھاگی بناتے ہیں۔ "سروہ دھرم سمنوئے" کی ایک جیتی جاگتی مثال یہاں سے ملتی ہے کہ اب بھی واسکورہ میں اس "امرت کنڈ" کی دیکھ ریکھ وہاں کے شردھالو مسلمان ہی کرتے ہیں اور شرادھ دوس پر یہاں کے مسلمان بھائی ہی اس امرت کنڈ سے پانی کھینچ کھینچکر اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ اپنے آپ کو دھنیہ سمجھتے ہیں۔ دھنیہ "الکھ صاحبہ" تمہاری سم درشتا! اے کاش! ہمارے نیترون میں بھی گیان کا پرکاش آجائے اور ہم میں بھی "الکھ صاحبہ" کی جیسی سم درشتا ہو۔ "الکھ صاحبہ" تم سچ مچ ایشوری ہو۔

"الکھ ایشوری صاحبہ" کے بھتیجے بال پنڈت درابیٹھرت تھے۔ "الکھ ایشوری صاحبہ" کے واسکورہ میں تو اس کی خبر چاروں اور پھیل گئی اور اندھے کے نیترون میں پرکاش آنے کے چمتکار کی شبھ سوچنا بھی سرینگر آدی ستھانوں میں پہنچ گئی۔ پتا کے گھر سے بھی "الکھ ایشوری صاحبہ" کے دو بھائی صاحبان پنڈت لال جی در، پربھاکر پنڈت در اور بھتیجا بھی واسکورہ گئے وہاں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پراپتی کے درشن کرنے کے بعد پنڈت لال جی در نے الکھ ایشوری صاحبہ کے پاس بال پنڈت در کو ان کی سیوا کے لئے چھوڑا۔ کچھ سمے کے بعد لال جی در نے ایک بار الکھ ایشوری صاحبہ سے بال پنڈت در کے اپڑھ رہنے پر اور بیکاری کے دن وتیت کرنے پر شوک پرکٹ کیا۔ الکھ صاحبہ سے ونتی کی۔ کہ "آخر اس کا کیا ہوگا۔ کچھ اُپائے ڈھونڈیئے"۔ الکھ ایشوری صاحبہ نے کہا۔ "کیوں۔ کیا بات ہے بال جی تو لکھنا پڑھنا اچھی طرح سے جانتا ہے۔ آپ کیا کہتے ہیں۔ دیکھئے وہ کیسے لکھ سکتا ہے"۔ یہ کہہ کر الکھ صاحبہ نے انار کے پیڑ کی ایک چھوٹی سی شاخ سے قلم بنا کر بال جی کو پکڑا دیا اور کہا لکھو۔ دلی کے مغل سرکار کو نوکری کے لئے ایک درخواست تو لکھو"۔ اتنے شبد سنتے ہی بال پنڈت در نے لو تر قلم گرہن کر کے ایک اچھی درخواست فارسی میں لکھی۔ دیکھنے والے اور پڑھنے والے حیران ہوئے۔ اور ایک دوسرے سے اس چمتکار کے سمبندھ میں کانا پھوسی کر کے من ہی من میں دیوی کو پرنام کرنے لگے۔ اس گھٹنا کے بعد یہ درخواست دہلی روانہ کی گئی اور تھوڑا ہی وقت گذرنے پر وہاں سے بال پنڈت در کو مستقل نوکری میں ایک اچھے ذمہ دار پد پر مقرر ہونے کا حکم نامہ ملا اور وہ دہلی چلا گیا۔ کچھ سمے کے بعد دہلی سے بال پنڈت در نے الکھ ایشوری صاحبہ کو فارسی میں ایک پتر لکھا جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھ کر بھیجا۔ "دیدہ ام خود من بسے رندانِ ہند۔ لیک کم تر از مریدانِ تو اند"۔ یعنی میں نے ہند کے رندوں کو دیکھا لیکن اُن کو تمہارے مریدوں (جن میں سے بال پنڈت در بھی ایک تھا) سے کم تر ہی پایا۔ اس پر الکھ صاحبہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ بال در کو کچھ اہمتا آ گئی ہے۔ جواب میں فارسی میں ہی لکھ کر بھیجا۔ "خود پرستی بایں بازار نیست۔ خود فروشاں را دریں رہ بار نیست" یعنی اس دنیا کے بازار میں خود پرستی اہنکار کو کوئی درجہ نہیں اور جنہوں نے انتہا کی سودا بازی کرنی شروع کی ہے اُن کے لئے اس (دیوی کی) بارگاہ میں کوئی جگہ نہیں۔

واسکورہ میں اور بھی بہت سے ایسے ہی آشچریہ جنک کام کرتی گئی اور پھر وہاں بھی ساڑھے بارہ سال گذرنے کے بعد الکھ ایشوری صاحبہ کو گھر والوں اور دوسرے سرینگر کے بھگتوں اور سیوکوں نے گھر آنے پر آگرہ کیا۔ اور وہ الکھ صاحبہ کو سرینگر گھر آنے پر رضامند کرنے میں سپھل ہو گئے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پھر جنم ستھان میں | پتا کے گھر سے پتی کے گھر میں پہنچکر اور پھر اس مایاوی سنسار کو تیاگ کرکے

چشمہ صاحبی پنجگام - وِدتہ لار - واسکورہ میں ساڑھے بارہ ورش بتا کر انیکوں چمتکار اور

آشچریہ جنک کاریہ کرنے کے بعد پھر اپنے جنم ستھان پتا کے گھر واقع دِدامر (نواکدل) سرینگر پدھاری۔

پتا کے گھر میں اچھی طرح پرمارتھک ویوہار چلاتی رہی۔ اور اپنے مارگ پر ادھک درِڑھتا سے اگرسر تھی

یہاں بھی اپنی مہانتا اور سچے ارتھوں میں الکھ ایشوری صاحبہ الکھیہ (نرگن اور شبہ سنساری لوگوں کے

لئے) ایشوری اور صاحب کا ساکھشات روپ میں پرکٹ ہوئیں۔ ہندو مسلمان اس کے بھگت ششیہ اور

سیلوک بن گئے۔ یہاں پر الکھ ایشوری صاحبہ نے اپنی ایک امرسمرتی کے روپ میں ایک امرت کنڈ اپنی

نریکھشنتا میں بنوایا جس امرت کنڈ کے امرت سے آج کل بھی الکھ ایشوری صاحبہ کے جگت جن لابھ

اُٹھاتے ہیں۔

انتردھیان | الکھ کے لئے آخرکار یہ دیہہ بھی تیاگنے کا سمئے آن پہنچا۔ پرکاش نے الکھ ایشوری صاحبہ

کو بڑے پرکاش کے ساتھ ملنا تھا۔ آتما کو پرماتما کے ساتھ ایک ہونا تھا اور ماگھ کرشنہ پکھ سپتمی شُبھ اب

کو دن کے سمئے جب الکھ نے شریر بھی تیاگ دیا تو اُس کے ناشوان شریر کا انتم سنسکار کرنے کے لئے

ہندو اور مسلمان دونوں فرقوں کے ویکتی مادھوجو در کے مکان کے صحن میں جمع ہوگئے۔ ہندو اس

شو کو جلانے پر اور مسلمان دفنانے پر بضد رہے۔ دونوں فرقوں میں جھگڑا ہوگیا۔ جھگڑے کے دوران

میں ہی کسی نے الکھ ایشوری صاحبہ کو دالان میں سے ان لوگوں کی طرف جھانکتے ہوئے دیکھا اور اس

آدمی نے چلّا کر کہا۔ "اے اندھو! اے مورکھو! کیوں ناحق جھگڑتے ہو۔ وہ دیکھو! الکھ ایشوری صاحبہ

کے درشن کرو۔ وہ دیکھو! وہ کھڑکی سے ہماری مورکھتا اور اندھے پن پر کیسے ہنستی ہے؟" سب دالان

کی طرف مڑے۔ اپنی مورکھتا پر پشیمان ہوئے۔ سر جھکایا اور شرم کے مارے اپنی غلطی کا پراسچت

کرکے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ یہ بھی ایک چمتکار ہی تھا۔

لوگوں کے اپنے اپنے گھروں کو جانے کے تھوڑی دیر بعد الکھ صاحبہ کے شو کی ارتھی اٹھائی گئی۔

پرکاش پرکاش کے ساتھ مِل گھُل چکا تھا۔ ارتھی جب نُورہ باغ میں شمشان بھومی کے قریب پہنچائی گئی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تو راستے میں ایک جگہ ارتھی کو کندھوں سے اُتارا گیا۔ پرتھوی پر ارتھی (بمان) دھری تھی۔ نورہ باغ سے نیچے کی طرف سے واسکورہ کا نمبردار سرینگر کی طرف آ رہا تھا۔ راستے میں اس ارتھی کو دیکھ کر سرسری طور ان ہندوؤں سے پوچھ گچھ کی۔ کہ یہ کس کا دیہانت ہوا ہے؟ ہندوؤں نے جواب دیا کہ شری الکھ ایشوری صاحبہ نے شریر تیاگ دیا ہے۔ نمبردار نے دانتوں میں انگلی دبائی اور تیز شبدوں میں کہنے لگا" ارے آپ کیا کہتے ہیں؟ کیوں ایسی باتیں کرتے ہو؟ الکھ صاحبہ کو تو میں نے ابھی ابھی واسکورہ جاتے ہوئے راستے میں دیکھا ہے۔ میں الکھ صاحبہ سے باتیں کر کے ہی آ رہا ہوں۔ کیا دیکھتے ہو۔ ارتھی کے اندر تو دیکھو۔ آخر یہ کیا معمہ ہے"؟ آخر ارتھی کے اندر جھانکا۔ تو کیا دیکھا۔ کہ دیہہ غائب۔ کیول الکھ صاحبہ کی جٹا کے کچھ کیش موجود تھے جن کو آخر کار واسکورہ کے پوتر ستھان میں سورکھشت رکھا گیا۔ شری الکھ ایشوری صاحبہ کے انتردھیان ہونے پر جب یہ سماچار شاہ صادق قلندر نے سنا تو اس نے یہ شبد اس وقت کہے تھے :- ؎

عارفے ذات آں الکھ اوتار۔ قالبِ عنصری خویش شکست
کرد پرداز سوئے عرشِ عظیم۔ بادلِ نیک برحمت پیوست
تاریخ وفات ۱۱۳۸ھ

اور پنڈت سمار چند در عالی کدل نواسی نے بھی اپنے فارسی منظوم کلام میں لکھا ہے :- ؎

بتاریخ ہا بار ہفتم نشاں ۔۔ مگر بکرمی بود سموت عیاں
ہزار و سیلہ صد سبعہ عشرہ و ہفت ۔ کہ آں صاحبِ نور در نور رفت

گورو دیکھشا شری الکھ ایشوری صاحبہ جگد مبا شری شارکا دیوی کا ساکھشات سوروپ تھیں۔ گورو دھارن کرنے کا پرشن تو تھا نہیں۔ الکھ صاحبہ تو سویم جگت گورو تھیں۔ پر تو بھی سنسار میں دیہہ دھارن کرنے پر لوک مریادا کو قائم رکھنے کے لئے یہ انت آوشک تھا کہ وہ گورو دھارن کر کے گورو سے دیکھشا پراپت کرے۔ اسی کارن شری مادھو جو در سے جو کہ "روپ" کا سنساری پتا بھی تھا۔ گورو دیکھشا لی تھی۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

امرت وانی اور واکھیہ

اُلکھ ایشوری صاحبہ سنت کویتری تھیں۔ اُنہوں نے انیکوں چمتکار اور انیکوں آشچریہ جنک کاریہ مختلف ستھانوں پر مختلف اوسروں پر انجام دئے۔ اور اس کے اتِرکت اپنی امرت وانی کے انمول موتی بھی سنسار کلیان کے لئے اور پتھ بھرشٹھ ہوئے منش ماتر کے پتھ پردرشن کے لئے بکھیرے ہیں۔ اُن انمول واکیوں کو ستھان ابھاؤ کے کارن یہاں درج نہ کرنے کے لئے کھما چاہتے ہیں۔ اُس امرت وانی کو ایک الگ پُستک میں سنگرہ کیا گیا ہے اور آج سے کوئی آٹھ ورش پورو ٹرسٹ کی اور سے پرکاشت کیا گیا ہے۔

پرارتھنا

پربھو! آج کے شُبھ اوسر پر اُلکھ ایشوری صاحبہ سے یہی کر جوڑ پرارتھنا ہے کہ وہ اپنے پوتر چرنوں کی دھُول کے انجن سے ہمارے نیتروں سے اگیان دُور کر کے ہمیں ست مارگ کا پتھ پردرشن کریں اور ہمارا جیون سُکھ کے بنا کر شانتی دے۔ اوم الکھ

Trust

کرپا پاتر:- سروانند کول۔ پریمی کاشمیری

شُبھ سُوچنا!

ایک اور سنت کوی کی سنکھپت جیونی

شری مرزہ کاک (کاک صاحب)

لیکھک: سروانند کول۔ پریمی کاشمیری!

شیگھر ہی پاٹھکوں کے کر کملوں میں پہنچے گی!

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سروہ ادھیکار "ٹرسٹ" کے آدھین سُرکھشِت ہیں۔

(کشمیر مرکنٹایل پریس سرینگر)

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri